پنجاب مسلم کلب لاہور (۱۹۱۰ء-۱۹۱۵ء):
پیسہ اخبار کی روشنی میں

احمد سعید

بیسویں صدی کے آغاز میں پنجاب کے شہر لاھور میں جہاں مسلمانوں کی بہت سی تعلیمی، سماجی اور سیاسی انجمنیں مصروفِ عمل تھیں ان میں ایک نئی طرز کی انجمن، پنجاب مسلم کلب لاھور کا قیام خصوصی دلچسپی کا حامل ہے- یہ حیرت انگیز بات ہے کہ اگرچہ لاھور میں مسلمانوں کی انجمنیں سیاسی اور تعلیمی محاذوں پر کام کر رہی تھیں لیکن کوئی ایسی انجمن قائم نہیں تھی جس سے، سیاسی مسائل سے ہٹ کر، معاشرتی اور تمدّنی معاملات پر مباحثہ کیا جا سکے اور باہمی میل جول کے فروغ کا موقع میسر آسکے- ہندوستان میں اس طرز کا سب سے پہلا کلب بمبئی میں اسلام کلب کے نام سے قائم کیا گیا تھا- اسی طرز پر **پیسہ اخبار** کے مدیر منشی محبوب عالم نے بھی ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ صرف مسلمانوں کے لئے اسلام کلب قائم کیا تھا لیکن وہ محض چند ماہ چلنے کے بعد بند ہو گیا کیونکہ بقول محبوب عالم 'وہ کسی قدر قبل از وقت تھی' [۱] -

لاھور کے بیرسٹر اور علامہ اقبال کے ایک قریبی دوست مرزا جلال الدین احمد منیر نے اس قسم کے کلب کی سختی سے ضرورت محسوس کرتے ہوئے مسلمانانِ لاھور کو اسطرف متوجہ کیا- روز نامہ **پیسہ اخبار** میں ایک مراسلہ کے ذریعے انھوں نے مسلمانوں کی تمدّنی اور معاشرتی ترقی کے پیشِ نظر اس قسم کے کلب کے قیام پر زور دیتے ہوئے لکھا کہ 'کچھ عرصہ سے لاھور میں یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ایک ایسا کلب قائم کیا جائے جہاں جملہ معزز اراکینِ اہل اسلام کو باہمی میل جول اور تبادلہ خیالات کا موقع مل سکے'- اسکے بعد 'کلب لائف' کے فوائد بیان کرتے ہوئے مرزا جلال الدین نے لکھا کہ "تمام مغربی ممالک میں اس قسم کے کلبوں کو مفید اور ضروری تسلیم کیا گیا ھے کیونکہ انسانوں میں انسیّت پیدا کرنے کے لیے باہمی میل جول سے بڑھ کر

کوئی اور تدبیر نہیں ہے"[۲] - مزید برآں کلب صرف تمدنی اور معاشرتی سوچ بچار کا موقع فراہم کرتا ھے - انھوں نے مسلمانوں سے تمام جزوی اختلافات بھلا کر اس پلیٹ فارم پر مل کر کام کرنے کی اپیل کی-

مولوی محبوب عالم نے بھی اس قسم کے کلب کی ضرورت اور اہمیّت کے بارے میں پیسہ اخبار مین لکھا:

ہندوستان بھر میں جا بجا اسلام کلب قائم کرنے کی ضرورت ھے تا کہ مسلمان آپس میں میل جول اور ملاقات بڑھائیں اور اپنا وقت اچھے مشغلوں میں کاٹیں کیونکہ اس قسم کے کلبوں کے ذریعے کسی جگہ کے لوگ وہاں کے لائق آدمیوں کی صحبت اور نصیحت کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں- تمام قومی کارکن قومی ضروریات کو سمجھنے والے آپس میں مشورہ کر کے مقامی یا ملکی ضروریات کے انصرام کی تدبیر کر سکتے ہیں- روحانی اور جسمانی صحت کے لیے لائبریری، ریڈنگ روم اور ورزش کا انتظام کر سکتے ہیں-[۳]

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ھے کہ سید امیر علی نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دہلی (۱۹۱۰ء) میں ایک خط بھیجا تھا جس میں اُنھوں نے بھی 'اہلِ اسلام کی مجلسی ترقی اور اصلاح تمدن کے لیے کلب سسٹم کو نہایت ضروری قرار دیا تھا'-[٤]

اس مجوزہ کلب کے روح رواں مرزا جلال الدین احمد نے ایک نہایت ہی خوبصورت مضمون میں کلب کی ضرورت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھا، 'بہی خواہانِ قوم کی طرف سے ہمارے قومی ادبار کو دور کرنے کی جتنی تدابیر اختیار کی گئیں ان کے نتیجہ خیز نہ ہونے کا سبب 'قومی شعار' کا فقدان تھا کیونکہ قوم میں خواہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تعلیم یافتہ لوگ ہو جائیں مگر جب تک قوم کا شعار ایک نہ ہو گا قوم کو من حیث القوم کوئی فائدہ نہیں ہو گا، ان کے نزدیک مسلمانوں کو ایک سخت امتحان درپیش تھا کیونکہ نہ تو ان میں 'قومی شعار' باقی رہا تھا اور نہ ہی ان پر مذہبی خیالات کا کوئی اثر باقی رہا تھا- انھوں نے مسلمانانِ ہند کی اصل ترقی کا راز 'قومی شعار' کے پیدا ہونے کو قرار دیا- 'قومی شعار' پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیتے

ہوئے انھوں نے لکھا کہ یہ کسی خاص آدمی یا جماعت کا کام نہیں۔ اسکے لیے سبکو کوشش کرنی چاہیے۔ ان کے نزدیک 'قومی شعار' مسلسل کوشش کے ذریعے ہی حاصل کیا جا سکتا تھا۔ قومی شعار پیدا ہو سکتا ہے 'بنایا نہیں جا سکتا۔ جبری طور پر اس کا پیدا کرنا ممکن نہیں البتہ غیر شعوری طور پر اسکے لئے کوشش کی جانی چاہیے - انھوں نے اس امر کی وضاحت کی کہ قومی شعار صرف اسی صورت میں پیدا کیا جا سکتا ہے کہ اس کا قومی اصول اور مذہبی خیالات سے ٹکراؤ نہ ہو -

یہ قومی شعار آپسی میل جول سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ آپس میں ملنے جلنے سے اکتساب کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے ظاہراً اختلاف میں کمی واقع ہوتی ہے اور جس قدر ظاھری اختلاف کم ہو۔ اسی قدر تمدنی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ اُس تمدنی ترقی سے وہ قومی شعار پیدا ہوتا ہے جسکی قوم کو سخت ضرورت ہے۔

مرزا جلال الدین نے اس مسلسل میل جول کے لیے کلب کا ہونا ضروری قرار دیا۔ انھوں نے یورپ اور امریکہ میں کلبوں سے حاصل کردہ فوائد کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی ممالک میں اس ادارے کی اہمیت کے تسلیم کیے جانے کے متعلق لکھا کہ ترکی، مصر اور شام وغیرہ میں مسلم دوائر قائم ہیں جہاں مسلم بھائیوں کو آپس میں ہر روز ملنے اور تبادلہ خیالات کرنے کا موقع ملتا ہے۔ کلب کے فوائد پر بحث کرتے ہوئے انھوں نے لکھا کہ جب ہر طبقہ کے لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ان میں محبت، مروت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ اس معاشرے میں موجود ایک خرابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے لکھا کہ 'جو اصحاب کسی قدر معزز طبقہ میں داخل ہو جاتے ہیں وہ دوسرے بھائیوں سے شاذ و نادر ھی ملتے ہیں اسلئے بجائے اخوت کے اجنبیت پیدا ہو جاتی ہے جو قوم کے لیے بہت مضر ہے' ۔[۵]

جیسا کہ پہلے بیان ہوا اس قسم کا کلب ۱۹۰۰ء میں قائم کیا گیا تھا لیکن اس وقت مسلمانانِ لاھور اس کے لیے تیار نہ تھے چنانچہ یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ لیکن دس بارہ سالوں میں مغربی تعلیم کے پھیلاؤ اور بالخصوص علی گڑھ تحریک کے نتیجہ میں مسلم معاشرے میں کافی تبدیلی پیدا ہوئی اور بقول منشی محبوب عالم 'اب ہر شخص کو میل ملاقات، تفریح اور ورزش

کے لیے ایک اچھے کلب کی ضرورت محسوس ہونے لگی'[٦]-

چنانچہ دسمبر ۱۹۰۹ء کے آخری ہفتہ میں ' اسلام کلب' کے نام سے ایک کلب قائم کیا گیا- اس کلب کے قیام میں مرزا جلال الدین احمد نے کلیدی کردار ادا کیا- جنوری ۱۹۱۰ء کے اواخر میں کلب کے ممبران کا ایک جلسہ نواب ذوالفقار علی خان کی کوٹھی پر منعقد ہوا جس میں یہ طے پایا کہ کلب کے لیے ۸۰ روپے ماہوار پر ایک کوٹھی کرایہ پر حاصل کی جائے چنانچہ مزنگ روڈ پر ایک کوٹھی موسوم بہ "مزنگ لاج"، جس میں ریاست پونچھ والے میاں فیروز الدین رہتے تھے، کلب کے لیے کرایہ پر حاصل کر لی گئی-

ابتداً میں کلب کا نام ' اسلام کلب' رکھا گیا لیکن مارچ ۱۹۱۱ء میں نام تبدیل کر کے پنجاب مسلم کلب' رکھ دیا گیا [۷] - ۱۹۱۰ء میں کلب کے پہلے پریذیڈنٹ ریاست پٹیالہ کے وزیراعظم اور مالیر کوٹلہ کے نواب ذوالفقار علی خان منتخب کیے گئے جبکہ شیخ عبدالقادر اور مرزا جلال الدین کلب کے سیکرٹری مقرر کیے گئے- کلب کی ایک مضبوط انتظامی کمیٹی بھی مقرر ہوئی- کلب کے عہدے داروں کا انتخاب ہر سال عمل میں آتا تھا- ۱۹۱۲ء میں نواب ذوالفقار علی خان دوبارہ کلب کے صدر، مرزا جلال الدین احمد سیکرٹری، سید محسن شاہ جوائنٹ سیکرٹری، آغا سید مراتب علی شاہ گیلانی اسسٹنٹ سیکرٹری، حکیم محمد شریف فنانشل سیکرٹری، چوھدری غلام محمد سپرنٹنڈنٹ گیمز، محمد اسمٰعیل سپرنٹنڈنٹ لائبریری، شیخ دین محمد سپرنٹنڈنٹ ریفرشمنٹ ، فرنیچر اور شیخ عبدالحمید آڈیٹر منتخب کئے گئے-[۸] نواب ذوالفقار علیخان کے بعد خان بہادر میاں محمد شفیع کلب کے دو تین سال تک صدر منتخب ہوتے رہے-

جو حضرات کلب کو پانچ سو روپے ادا کرتے انہیں کلب کا مربی (Patron) مقرر کیا جاتا تھا- جو لوگ کلب کے مربی بنے ان میں شاہ پور کے رئیس آنریبل دی لیفٹننٹ ملک مبارز خان ٹوانہ (۱۹۱۰ء)، ڈاکٹر عبدالرحمٰن چیف میڈیکل آفیسر، ریاست بھوپال (۱۹۱۱ء)، میاں جمال دین، رئیس باغبان

پورہ (۱۹۱۱ء)، نواب ابراہیم خان، والیٔ ریاست کنج پورہ کرنال (فروری ۱۹۱۲ء) شامل تھے- یہ امر قابلِ ذکر ھے کہ کلب کے عہدے داران وفد کی شکل میں مختلف حضرات کے پاس جاتے اور ان سے کلب کا مربی بننے کی ررخواست کرتے- لاھور کے ایك رئیس ڈاکٹر عبدالرحمٰن جو کہ ریاست بھوپال میں چیف میڈیکل آفیسر کے عہدے پر فائز تھے، کے دولت خانے پر کلب کا ایک وفد ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء کو گیا تاکہ ان سے کلب کا مربی بننے کو کہا جائے- یہ وفد آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع، سید مہدی شاہ رئیس لائل پور، سیٹھ ماموں جی آدم جی، رئیس راولپنڈی، خان بہادر فقیر سید افتخار الدین، خان بہادر مرزا سلطان احمد، ممبر کونسل ریاست بہاول پور، خان بہادر اللہ بخش، منشی محبوب عالم، منشی عبدالمجید، مرزا جلال الدین احمد اور حکیم محمد شریف پر مشتمل تھا- اس موقع پر خان بہادر اللہ بخش نے پنجاب مسلم کلب کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور ڈاکٹر صاحب سے کلب کی سرپرستی کی درخواست کی جو انھوں نے پانچ سو روپے نقد ادا کر کے قبول کر لی[۹]-

اسی طرح ایک وفد میاں جمال دین رئیس باغبان پورہ، لاھور کے پاس بھی گیا- وفد نے میاں صاحب کو کلب کی اعانت کی طرف توجہ دلائی- میاں جلال دین نے کلب کا مربی بننا منظور کر لیا اور ۵۰۰ روپے میں سے ڈھائی سو نقد ادا کر کے باقی جلد ادا کر دینے کا وعدہ کیا- اس وفد میں میاں محمد شفیع، خان بہادر اللہ بخش، منشی محبوب عالم، مرزا جلال الدین اور حکیم محمد شریف شامل تھے-[۱۰]

کلب کے مربی (Patron) کے علاوہ کم از کم رو حضرات یعنی نواب سیف اللہ خان اور چوھدری کرم الٰھی کے نام ایسے ملتے ہیں جنھوں نے ڈھائی ڈھائی سوروپے ادا کر کے کلب کا نائب مربی بننا منظور کیا تھا[۱۱]-

کلب کے آئین میں اعزازی ممبران کی گنجائش بھی رکھی گئی تھی- بعض اہم شخصیات کو کلب کی اعزازی رکنیت پیش کی جاتی تھی- فروری ۱۹۱۱ء میں اس وقت کی تین اہم مسلمان شخصیات یعنی ہزہائنس سر سلطان

محمد شاہ آغا خان، مولوی رفیع الدین احمد، بیرسٹرایٹ لا، بمبئی، اور صاحب زادہ آفتاب احمد خان، سیکرٹری آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس اور رکن انڈیا کونسل، کو کلب کی مجلسِ منتظمہ نے اعزازی رکنیت پیش کی جو انہوں نے قبول کر لی۔[12] اسی طرح لاہور کے ڈپٹی کمشنر ھمفریز کو بھی کلب کا اعزازی رکن بنایا گیا تھا۔[13]

جنوری ۱۹۱۰ء تک تقریباً ستّر اسّی افراد نے کلب کی رکنیت قبول کی۔ مئی ۱۹۱۰ء میں یہ تعداد بڑھ کر نوّے تک جا پہنچی۔ لاہور کے علاوہ بیرونجات کے مسلمان بھی کلب کے رکن بن سکتے تھے۔ کلب کا رکن بننے کے لیے تین روپے فیس ادا کرنی پڑتی تھی جبکہ ہر ممبر دو روپے ماہوار چندہ ادا کیا کرتا تھا۔ بیرونِ لاہور سے تعلق رکھنے والوں سے صرف ایک روپیہ ماہوار چندہ وصول کیا جاتا تھا ۔ جو شخص کلب کا رکن بننا چاہتا تھا وہ رکنیت کی باقاعدہ درخواست لکھ کر مجلسِ منتظمہ کو پیش کیا کرتا تھا۔ کلب کا انتظام بحسن و خوبی چلانے کے لیے ابتدا میں چند حضرات نے خطیر رقوم پیش کیں۔ کلب کے پریذیڈنٹ نواب ذوالفقار علی خان نے جنوری ۱۹۱۰ء میں ایک ہزار روپے اور خان بہادر میاں محمد شفیع نے پانچ سو روپے کلب کو دئے ۔[14]

مرزا جلال الدین احمد کے ایک خط مطبوعہ پیسہ اخبار سے معلوم ھوتا ھے کہ کلب کے لیے باقاعدہ قواعد و ضوابط مرتب کئے گئے تھے۔ مئی ۱۹۱۰ء میں "مزنگ لاج" میں کلب کا آغاز ھوا۔ اس کلب کے ممبران کو ٹینس، شطرنج اور بیڈمنٹن کھیلنے کے لیے سہولت مہیا کی گئی۔ کھیل و تفریح کے علاوہ کلب میں عشائیہ اور عصرانوں وغیرہ کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ ممبران کے لیے اخبارات و رسائل بھی منگوائے جاتے تھے تاکہ وہ فارغ اوقات میں ان سے استفادہ کر سکیں۔

جیسا کہ پہلے بیان ھوا کلب کی اپنی کوئی عمارت نہیں تھی بلکہ ایک کوٹھی کرایہ پر لے کر کلب شروع کیا گیا تھا۔ کلب کے عہدے داران کے ذہن میں کلب کی اپنی عمارت بنوانے کا خیال موجود تھا۔ چنانچہ کلب کی اپنی

عمارت تعمیر کروانے کا منصوبہ بنایا گیا جس پر پچاس ہزار سے لے کر ایک لاکھ روپے تک لاگت آنی تھی- اتنی بڑی رقم اکٹھی کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن کلب کے عہدے داران نے اس مقصد کے لیے رقم جمع کرنے کا کام شروع کیا- کلب کے پریذیڈنٹ نواب ذوالفقار علی خان اور نواب فتح علی خان قزلباش نے اس مد میں ایک ایک ہزار روپے دیئے جبکہ میاں محمد شفیع، ملک مبارز خان ٹوانہ، نواب خدا بخش، فقیر سید جلال الدین اور سردار اللہ یار خان نے پانچ پانچ سو کی خطیر رقوم کلب کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے دیں[۱۵]-

کلب کی تعمیر کے لیے رقم اکٹھی کرنے کا کام تو شروع ہو گیا لیکن یہ عمارت تعمیر نہ ہو سکی کیونکہ اس کلب کی فعال زندگی کم از کم اخباری سطح تک ۱۹۱٤ء تک ہی دیکھنے میں آتی رہی، اسکے بعد اسکی کوئی سرگرمی دیکھنے میں نہ آئی اور اس دوران تمام تقریبات کلب کی نئی کوٹھی واقع میکلوڈ روڈ میں ہی ہوتی رہیں-

مارچ ۱۹۱۱ء میں کلب کا دفتر مزنگ روڈ سے منتقل کر کے نسبت روڈ کے خاتمہ پر سلطان بخش درزی کی دکان کے قریب میکلوڈ روڈ پر پونے دو سو روپے ماہوار پر ایک عالی شان کوٹھی میں آگیا- یہ کوٹھی بہت وسیع و عریض تھی اور اس کی گراونڈ ہر طرح کی آوٹ ڈور (Outdoor) کھیلوں کے لیے موزوں تھی[۱٦] - اس کوٹھی میں چند مہمانوں کے ٹھہرانے کی گنجائش بھی موجود تھی- ۱۹۱۱ء میں ہزایکسی لینسی وائسرائے ہند لارڈ ہارڈنگ نے لاہور کے دورے پر آنا تھا- اس موقع پر کلب کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ 'کلب کے ممبر اصحاب جو بیرون لاہور سے تشریف لائیں گے اور اگر وہ جگہ کے متلاشی ہوں اور کلب میں ٹھہرنا چاہیں تو بذریعہ خط و کتابت کلب کے سیکرٹری مرزا جلال الدین سے جگہ کے متعلق انتظام فرما سکتے ہیں'[۱۷] - کلب کے بیرون لاہور سے تعلق رکھنے والے ممبر جب لاہور آتے تو کلب ہی میں ٹھہرتے تھے- جون ۱۹۱۳ء میں شاہ پور کے ملک مبارز خان لاہور آئے تو مسلم کلب کی کوٹھی ہی میں فروکش ہوئے[۱۸] - اپریل ۱۹۱۱ء میں اس کوٹھی کے لیے

ملک مبارز خان نے ایک قالین، شیخ محمد نقی، میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ نے ایک آئینہ یا کلاک، شیخ رحمت اللہ، مالک انگلش ویئر ہاوس، نے کھانے کی میز، اور شیخ رحیم بخش، مالک لندن ویئر ہاوس، نے لٹکانے کا لیمپ دینے کا وعدہ کیا تھا[۱۹]۔

کلب کا سب سے پہلا عشائیہ جون ۱۹۱۵ء میں "مزنگ لاج" میں ہوا تھا جس میں ۲۰ کے قریب مہمانوں نے شرکت کی تھی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا کلب کا عشائیہ یا عصرانہ ہر ماہ ہوتا تھا یا نہیں۔ اگرچہ اپریل ۱۹۱۵ء میں کلب کے سپرنٹنڈنٹ شیخ محمد اقبال کی طرف سے 'کلب کے ماہواری ڈنر' کی اطلاع شائع ہوئی لیکن اس خبر کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز سامنے نہیں آئی جس سے یہ بات معلوم ہو سکے کہ آیا کلب کا ماہوار عشائیہ یا عصرانہ باقاعدگی کے ساتھ ہوتا تھا یا نہیں۔

کلب کی جانب سے مختلف تہواروں یا اہم شخصیات کی آمد پر عشائیہ یا عصرانے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ دسمبر ۱۹۱۰ء میں کرسمس کے موقع پر لاہور کی تقریبات میں کلب کا عشائیہ خاص طور پر شاندار اور باوقعت قرار دیا گیا۔ اس عشائیہ میں نہ صرف لاہور کی اہم مسلمان شخصیات بلکہ بیرونجات کے بھی چند معززین شریک ہوئے۔ چونکہ کوٹھی میں تقریباً نوے مہمانوں کو یکجا کھلانے کا انتظام ممکن نہیں تھا اس لئے کوٹھی کے پیچھے ایک شامیانہ لگا کر اس دعوت کا انتظام کیا گیا۔ کھانے کی میزیں نہایت ترتیب سے لگا کر انہیں کراکری اور گلدستوں سے اسطرح سجایا گیا تھا کہ جب مہمان وہاں پہنچے تو ایک دلکش نظارہ انکے سامنے آیا۔ عشائیہ کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ مولانا عبداللہ ٹونکی، خواجہ کمال الدین پلیڈر، پنجاب چیف کورٹ اور شمس العلماء مولوی عبدالحکیم نے اپنی تقاریر میں مشاغل دنیوی کے علاوہ دینی فرائض کی نگہداشت پر گفتگو کی ۔ خان بہادر الہ بخش نے اپنی دلچسپ تقریر میں کلب کے فوائد بیان کیے اور مہمانوں سے اسکی امداد کی طرف توجہ دلائی۔ فقیر سید افتخار الدین نے بھی حاضرین کو کلب کی امداد کی طرف متوجہ کیا[۲۱]۔

دسمبر ۱۹۱۱ء میں عید کے موقع پر کلب کی نئی عمارت میں پہلی تقریب کا انعقاد ھوا- اگرچہ یہ کوٹھی شہر اور انار کلی سے کسی قدر دور تھی، لیکن ایک معقول تعداد میں معزز و بااثر اور دیگر تعلیم یافتہ حضرات اس میں شریک ھوئے- شرکاً کے بچوں میں کھیلوں کا مقابلہ ھوا اور جو بچے ان میں اول دوم آئے انھیں میاں محمد شفیع نے گھڑیوں، پنسلوں اور قلموں کی شکل میں انعامات دیئے[22]-

لاھور میں مسلمان اہم شخصیات کی آمد پر انھیں پنجاب مسلم کلب میں مدعو کیا جاتا تھا اور ان کے اعزاز میں عشائیہ یا عصرانہ ترتیب دیا جاتا تھا- ۲۷ ستمبر ۱۹۱۱ء کو مدراس کے مشہور کانگرسی رہنما سید محمد بہادر کے اعزاز میں کلب میں ایک عصرانے کا اہتمام کیا گیا- معزز مہمان جب نواب فتح علی خان قزلباش کے ہمراہ کلب آئے تو مرزا جلال الدین احمد نے مہمانوں سے آپ کا تعارف کرایا- چائے اور ریفرشمنٹ سے فراغت کے بعد نواب سید محمد تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک پنجاب کے حالات پر مختلف اصحاب سے گفتگو کرتے رہے- بقول **پیسہ اخبار** اس عصرانے میں لاھور کی اسلامی سوسائٹی کے تقریباً سربرآوردہ اراکین اور تعلیم یافتہ مسلمان شریک ھوئے[23]-

بنگال کے مشہور مسلمان رھنما اے کے غزنوی اکتوبر ۱۹۱۲ء میں جب لاھور آئے تو انھیں پنجاب مسلم کلب میں بھی مدعو کیا گیا- ۹ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو نماز مغرب کے بعد آپ کلب میں آئے اور نصف گھنٹہ تک ممبران سے بے تکلفانہ گفتگو کرتے رہے جس کے دوران میں آپ نے ملک کی عام حالت اور بالخصوص اہلِ اسلام کی ضروریات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا- انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کو فی الحال مذہب اور تعلیم کی طرف ہی توجہ دینی چاھیے یہاں تک کہ وہ حقیقی اسلامی سپرٹ اپنے اندر پیدا کر لیں- انھوں نے مسلمانوں میں موجود تفرقہ بازیوں پر اظہارِ افسوس کرتے ھوئے کہا کہ 'اسلام تو ایک نہایت اعلیٰ وارفع مذہب ھے مگر ہم نے اپنی بیھودہ تفرقہ پردازیوں سے اسکو گرا رکھا ھے'- غزنوی کو اوائل عمر ہی میں انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا تھا اسی مناسبت سے انھوں نے گفتگو کرتے ھوئے کہا کہ ' میں خود کو

ان لوگوں سے زیادہ اچھا مسلمان پاتا ہوں جو ہندوستان میں تعلیم و تربیت پاتے رہے ہیں کیونکہ وہاں مجھ میں نماز اور دیگر ارکان اسلام کو بجا لانے کی عادت راسخ ہو گئی تھی۔ دوسرے جملہ مذاہبِ عالم کا عمیق مطالعہ کر کے میں نے اسلام کی صداقت و محاسن کو دلنشین کیا ہے'۔ آپ نے پرجوش الفاظ میں کہا کہ 'اسلام ایک نور ہے اور قرآن مجید جملہ حقائق و معارف کا ایک خزانہ ہے لیکن افسوس ہے کہ ہم نے اسکو طاقِ نسیاں پر رکھدیا ہے'۔ آپ نے مسلمانوں سے نماز جمعہ میں ضرور شریک ہونے کی درخواست کی[۲۴]۔

اگلے روز میاں محمد شفیع اور منشی محبوب عالم کی طرف سے ان کے اعزاز میں ایک دعوت ترتیب دی گئی جس میں کلب کے اراکین اور معززین شہر نے شرکت کی۔ اے کے غزنوی چونکہ تھوڑی سی تاخیر سے پہنچے تھے اس لیے انہوں نے فرداً فرداً سب سے اس بات کی معافی مانگی۔ اس موقع پر مہمان نے ایک مختصر تقریرمیں اسلام اور اہل اسلام کے فرائض کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے اسلام کے مستقبل کو پُر روشن اور شاندار بتلاتے ہوئے مسلمانوں کو قرون اولیٰ کی طرف لوٹنے، اپنے اندر سچی اسلامی سپرٹ پیدا کرنے اور قرآن مجید پر غور و تدبر کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی ضرورت پر زور دیا[۲۵]۔

مارچ ۱۹۱۳ء میں بھوپال کی حکمران سلطان جہاں بیگم پنجاب کے دورے پر آئیں۔ اس موقع پر کلب نے ۱۴ مارچ کی شام کو انکے پرائیویٹ سیکرٹری سخاوت حسین اور بھوپال کے مجسٹریٹ ملک حبیب احسد کے اعزاز میں ایک عشائیے کا انتظام کیا جس میں ۱۷ معزز مہمان شامل ہوئے۔ منشی محبوب عالم نے میزبان کی طرف سے بیگم بھوپال کی تعلیمی دلچسپیوں اور عظیم الشان خدمات کا تذکرہ کیا[۲۶]۔

اکتوبر ۱۹۱۴ء میں کلکتہ ہائی کورٹ کے جج اور مشہور سیاسی رہنما سید حسن امام جب لاہور آئے تو پنجاب مسلم کلب نے ان کے اعزاز میں ایک عصرانہ دیا۔ اس موقع پر مہمانوں کا ایک بڑا اجتماع موجود تھا۔ جسٹس

حسن امام، جسٹس میاں شاہ دین کے ہمراہ کلب میں آئے- خورد و نوش کے بعد کلب کے صدر میاں محمد شفیع نے انگریزی میں معزز مہمان کو خوش آمدید کہا اور ان کی قومی خدمات، اخلاق حسنہ اور کھرے کردار کی تعریف کی- میاں محمد شفیع نے اس دلچسپ حقیقت کا اظہار کیا کہ وہ اور سید حسن امام 'دونوں ایک ہی روز لنکنز ان (Lincoln's Inn) میں داخل ہوئے تھے اور ۱۸۹۸ء میں ایک ہی شب کو (Call to the Bar) ہوئے تھے اس وقت سے لے کر آج تک ہم میں دوستی چلی آتی ہے' -

سید حسن امام نے ایک برجستہ تقریرمیں انگریزی ہی میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ

گو زمانہ طالب علمی ہی سے میرے اور میاں صاحب کے سیاسی خیالات میں اختلاف چلا آتا ہے اور میں ہمیشہ سے کانگرس کی سیاست کا معتقد رہا ہوں تاہم اس سبب سے ہماری دوستی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ اس اختلاف کے باوجود ہماری دوستی میں اور زیادہ گہرائی پیدا ہو گئی- گو میں سرکاری ملازمت کے سبب کسی قسم کی پالیٹکس میں دخل نہیں دے سکتا لیکن میں اپنے عقیدے کا ضرور پابند ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے وطن کا حق ہم پر ہے اور وہ تمام اہل وطن سے یکساں دوستی اور محبت رکھنے کا ہے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان- میں ان لوگوں میں سے ہوں جو پہلے ہندوستانی ہیں پھر اور کوئی چیز -

جسٹس شاہ دین کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حسن امام نے کہا کہ 'طالب علمی کے دور میں جس دانش مند شخص کی حکیمانہ رائے اور مشوروں کے سامنے میں، سر شفیع ، جسٹس عبدالرحیم اور سچانند سنہا (جوگو کہ بہاری ہیں لیکن بوجہ شادی کے آدھے پنجابی ہیں) سر تسلیم خم کیا کرتے تھے وہ میاں شاہ دین تھے- اب وہ آپ لوگوں کو دانشمندانہ مشوروں سے فائدہ پہنچاتے ہونگے'-

مسلمانانِ پنجاب کی تعلیمی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ گو وہ نسبتاً غریب ہیں لیکن تعلیمی میدان میں انھوں نے اچھی ترقی کی ہے- ایم اے او کالج علی گڑھ کی بناء و تشکیل میں اہل پنجاب نے جو حصہ لیا اسکی تعریف کرتے ہوئے حسن امام نے کہا کہ ' اہلِ پنجاب کی امداد وہاں کے در و دیوار سے اب تک عیاں ہے'- انجمن حمایت اسلام لاہور نے مسلمان بچوں کے

لئے جو ابتدائی کتب تیار کروائی تھیں اس کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 'ہمارے بچے انہی کتابوں کو پڑھتے ہیں'[۲۷]۔

بیرون لاہور شخصیات کو خوش آمدید کہنے کے علاوہ کلب کے ممبران میں سے کسی کو کوئی اہم عہدہ یا اعزاز حاصل ہوتا تو کلب میں اسکے لیے عشائیہ یا عصرانہ ترتیب دیا جاتا تھا۔ اپریل ۱۹۱۱ء میں فقیر سید افتخارالدین کو حضور وائسرائے کے دستِ مبارک سے تحفہ ملنے کے اعزاز میں سید مراتب علی شاہ، مالک پنجاب ہاوس کی طرف سے ایک عشائیہ دیا گیا جس میں لاہور کے چالیس کے قریب معززین نے شرکت کی۔[۲۸]

۱۹۱۳ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے پانچ مسلمان اراکین خان بہادر میاں محمد شفیع، خواجہ یوسف شاہ (امرتسر)، نواب ابراہیم علی خان آف کنج پورہ، چودھری محمد امین خان اور نواب سر بہرام خان مزاری کے اعزاز میں پنجاب مسلم کلب نے ایک پارٹی کا اہتمام کیا۔ تقریب میں پنجاب کے گورنر لوئی ڈین نے بھی شرکت کی۔ بقول پیسہ اخبار 'پنجاب مسلم کلب کی سہ سالہ زندگی کی یہ سب سے بڑی تقریب تھی'۔ اس تقریب میں ہندو اور یورپین مہمانوں نے بھی شرکت کی۔ کلب کے سیکرٹری اور دوسرے عہدے داروں کو ہزآنر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ہندو مہمانوں میں پونچھ کا راجہ رائے بہادر شادی لال، رائے بہادر لالہ موہن لال، سردار دلجیت سنگھ اور رائے مولراج شامل تھے۔ نواب فتح علی خان قزلباش، جسٹس شاہ دین اور فقیر سید ظفر الدین نے بھی اس تقریب میں شرکت کی[۲۹]۔ ۱۹۱۳ء ہی میں میاں محمد شفیع کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ اس خوشی کے موقع پر کلب کے پانچ ارکان (خان محمد بشیر علی خان سیکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب، شیخ عبدالعزیز سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور، مرزا جلال الدین احمد، منشی محبوب عالم جوائنٹ سیکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیگ اور حکیم محمد شریف سیکرٹری انجمن احسن الاخلاق) نے کلب میں میاں شفیع کے اعزاز میں لنچ کا اہتمام کیا۔ اس دعوت میں جن لوگوں نے شرکت

کی ان میں نواب ابراہیم علی خان رئیس کنج پورہ، ملک محمد امین رئیس شمس آباد، بابونظام الدین سیکرٹری انجمن اسلامیہ امرتسر، میاں فیروز الدین آنریری مجسٹریٹ امرتسر، مولوی عبدالقادر قصوری، خان بہادر سید مہتاب شاہ، میاں حسام الدین بیرسٹر، مولوی انشاء اللہ خان ایڈیٹر وطن اور منیجر پیسہ اخبار شامل تھے- اس موقع پر منشی محبوب عالم نے یورپین لوگوں کے اس دستور کا کہ جب ان کے پاس کوئی دعوتی کارڈ پہنچتا ھے تو وہ فوراً اپنی شمولیت یا عدم شمولیت سے میزبان کو مطلع کرتے ہیں، ذکر کرتے ہوئےلکھا کہ 'اگر اسی طرح ہندوستانی حضرات بھی جواب بھیج دیا کریں تو جلسوں اور ضیافتوں کے منتظمین کو بڑی سہولت ہو جائے' [۳۰] - کھانے کے بعد منشی محبوب عالم نے میاں محمد شفیع کی قومی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے مسلمانانِ ہندوستان پر ان کی قوم کی سب سے بڑی سیاسی انجمن کا صدر منتخب ہونے کی اہمیت واضح کی- انھوں نے امید ظاہر کی کہ میاں صاحب پر جو نازک ذمہ داری عائد کی گئی ھے وہ اس سے بہترین طور پر عہدہ برآ ہونگے- محبوب عالم نے میاں صاحب کے والد میاں دین محمد کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ' انکے خلف الصدق اس قدر نیک بخت اور کامیاب ہیں اور قوم کو ان پر بجا طور پر ناز ھے'- اسی موقع پر خان بہادر الہ بخش نے مسلم کلب، خان محمد بشیر علی خان نے انجمن اسلامیہ پنجاب اور انجمن احسن الاخلاق کے صدر منشی محمد بخش نے اپنی انجمن کی طرف سے میاں صاحب کو ہار پہنائے- میاں محمد شفیع نے آخر میں شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ 'قوم کی خدمت کرنا میرا فرض ھے اور شاید اس کے ذریعے سے میرے کچھ گناہ معاف ہو سکیں' [۳۱]-

۱۹۱۲ء میں ریاست پٹیالہ کے وزیراعظم نواب ذوالفقار علی خان کو حکومت کی طرف سے سی آئی ای (C.I.E.) کا خطاب ملا- اسی سال میاں محمد شفیع امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب کئے گئے- ان دونوں اصحاب کا تعلق چونکہ پنجاب مسلم کلب سے بہت گہرا تھا لہذا کلب کی طرف سے ۱۶ فروری کو ان دونوں کے اعزاز میں ایک شاندار پارٹی کا اہتمام کیا گیا- اس پارٹی میں چالیس کے قریب مہمان شامل ہوئے جن میں پنجاب چیف کورٹ

کے جج، یورپین عہدے داران اور پنجاب کی انڈین سوسائٹی کے با اثر اور مقتدر لوگ شامل تھے- پہلے تمام اصحاب مختلف مشاغل میں مصروف رہے اور احباب سے گفتگو کرتے رہے- اسکے بعد ماکولات کا سلسلہ شروع ہوا جسکی ایک خاص بات یہ تھی کہ ہندوؤں، یورپین اور مسلمانوں کے لیے علیحدہ علیحدہ سلیقہ و فراخ دلی کے ساتھ انتظام کیا گیا تھا- اس موقع پر انگریزی بینڈ اور اس وقت کے ایک مشہور ہارمونسٹ چراغ الدین اور اسکی پارٹی نے 'دل آویز نغمات کے ساتھ محفل کی رونق کو دوبالا کیا' - باہر شامیانہ میں باہو ہدایت اللہ شیدا اور پروفیسر دل محمد نے اپنی نظمیں سنائیں- خان بہادر الہ بخش اور بھگت ایشر داس نے اپنی تقاریر میں ہندوستان میں آباد مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پر زور دیا- بھگت ایشرداس نے بالخصوص اس قسم کی تقریبات کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق بڑھانے والا قرار دے کر مہمانوں سے اس اتفاق کو تقویت پہنچانے کی جو اپیل کی تھی نواب ذوالفقار علی خان اور میاں محمد شفیع نے اسکا بھرپور جواب دیا- نواب ذوالفقار علی نے کہا 'مجھے خوش نصیبی سے ہندوؤں میں بھی ایک حد تک ہر دل عزیزی حاصل ہے، اور اپنا فرض کسی ایک فریق کا خاص لحاظ رکھے بغیر ادا کرنے سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے'- میاں محمد شفیع نے کہا کہ 'مجھے لوکل کونسلوں کے یورپین اور ہندو مسلم ممبران نے منتخب کیا ہے میں انہی کی نمائندگی کرونگا' [۳۲]-

۱۹۱۵ء میں میاں محمد شفیع دوسری بار منتخب ہو کر امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں پہنچے اور نواب ذوالفقلر علی خان پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب کیے گئے- ان دونوں حضرات کو مبارک باد پیش کرنے کی غرض سے پنجاب مسلم کلب میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا- جس میں کلب کے ممبران کے علاوہ معزز مہمانوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی - مہمانوں میں جسٹس شاہ دین، ملک تاج الدین، اسسٹنٹ اکاونٹنٹ جنرل خان صاحب میاں چراغ الدین اور شیخ امیرالدین، میر منشی [۳۳] حکومتِ پنجاب شامل

تھے- چوہدری شہاب الدین نے ایک مختصر تقریر میں معزز اراکین کونسل کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ وہ کونسلوں میں جا کر اپنے فرائض اچھی طرح ادا کریں گے- دونوں ارکان نے جواباً یقین دلایا کہ وہ حتّی الامکان اپنے فرائض جانفشانی سے ادا کرنے کی کوشش کریں گے-[۳٤] اس کے آخر میں ایک گروپ فوٹو بھی ہوا-

اس پارٹی کے سلسلے میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ملک برکت علی نے اس عصرانے کو اپنے اخبار آبزرور[۳۵] میں ناکام قرار دیا- اس پر پنجاب مسلم کلب کے ایک ممبر نے ان پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا:

جب سے ملک برکت علی نے چوہدری شہاب الدین کی ملازمت سے علیحدہ ہو کر آبزرور کا چارج سنبھالا ہے مقامی اسلامی مجالس انکے عتاب کا نشانہ بن گئی ہیں- پہلے پنجاب پراونشل مسلم لیگ پھر جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام لاہور اور اسلامیہ کالج کمیٹی پر خفگی کا اظہار کیا تھا اب پنجاب مسلم کلب جو کہ پارٹی بازی سے اب تک آزاد رہی ہے کی باری آئی ہے- شاید اس کا سبب کلب کا بقایا چندہ طلب کرنے سے متعلق ہے-[۳٦]

۲ جون ۱۹۱۲ء کو ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے جالندھر کے مشہور سیاسی اور سماجی رہنما میاں احسان الحق بیرسٹر کے اعزازمیں ایک عشائیہ دیا جس میں لاہور کی سوسائٹی کے ہر طبقہ کے افراد شریک ہوئے- ان تمام لوگوں نے 'کمال خلوص و یکجہتی کے ساتھ میز پر بیٹھ کر پر تکلف ضیافت کا لُطف اٹھایا' - معزز میزبان کی طرف سے مہمانوں کی خاطر مدارات میں فراخ دلی اور عالی حوصلگی سے کام لیا گیا تھا- کھانے کے اختتام پر میاں محمد شفیع نے ڈاکٹر عبدالرحمٰن کی طرف سے میاں احسان الحق کا شکریہ ادا کیا اور ان کے اوصاف حمیدہ کا مختصر تذکرہ کیا- فقیر سید ظفر الدین نے مہمانوں کی طرف سے میزبان کا شکریہ ادا کیا بالخصوص نواب فتح علی خان قزلباش کا جو پہلی مرتبہ عشائیہ میں شریک ہوئے- آخر میں میاں احسان الحق نے اپنی طرف سے میزبان کا ممنونِ احسان ہونے کا تذکرہ کیا-[۳۷]

شاہ پور کے رئیس ملک مبارزخان ٹوانہ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لئے چندہ جمع کرنے کے سلسلے میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ ایک علیحدہ مفصل مضمون کے متقاضی ہیں- اس سلسلے میں پنجاب مسلم کلب نے ان کی کوششوں کو سراہتے ہوئے ۳ اگست ۱۹۱۱ء کو ان کے اعزاز میں ایک دعوت دی- اس موقع پر میاں محمد شفیع نے ملک مبارز کو چندہ جمع کرنے کے سلسلے میں مبارک باد پیش کی- چودھری شہاب الدین نے بھی ان کی کوششوں کی تعریف کی- مبارز خان نے اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ میں نے قومی یونیورسٹی کے متعلق اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کی ھے اور اب تک اپنے ضلع سے ۸۳ ہزار روپے کے وعدے حاصل کر چکا ہوں اور ۲۸ ہزار روپے نقد اکٹھے کر لیے ہیں- آپ نے شاہ پور سے چندہ کی رقم ایک لاکھ تک پہنچانے کی خدا سے امید کی- انھوں نے لاھور میں مسلم یونیورسٹی کی امداد کے سلسلے میں جوش کسی قدر کم پڑ جانے پر افسوس کا اظہار کیا-[۳۸]

میاں محمد شفیع کے صاحب زادے میاں محمد رفیع جب اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد واپس ہندوستان لوٹے تو انکی آمد پر مختلف حضرات، کی طرف سے دعوتوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا- پنجاب مسلم کلب کی طرف سے ۲۸ اپریل ۱۹۱۳ء کو خان صاحب فقیر سید ظفر الدین نے انہیں ایک پرتکلف عشائیہ دیا- مہمانوں میں چودھری شہاب الدین، مولوی احمد دین پلیڈر، خان بہادر شیخ امیر علی ڈسٹرکٹ جج کے علاوہ نواب سر بلند جنگ، افضل العلماء مولوی حمید اللہ سابق چیف جج عدالت عالیہ حیدر آباد دکن بھی شریک ہوئے-[۳۹]

۱۹۱۳ء میں حکیم محمد شریف نے آنریبل نواب ابراہیم علی خان آف کنج پورہ اور آنریبل ملک محمد امین رئیس شمس آباد کے اعزاز میں ایک عشائیہ ترتیب دیا جس میں چیدہ چیدہ مسلمانوں کو مدعو کیا گیا- مدعوئین میں نواب سر بہرام خان مزاری، نواب فتح علی خان قزلباش، میاں محمد شفیع، کپتان ملک عمر حیات خان، ملک مبارز خان، مرزا جلال الدین، مولوی محبوب

عالم، شیخ عبدالعزیز ایڈیٹر آبزرور، حافظ غلام سرور ڈپٹی کمشنر ، خان صاحب شیخ امیر علی ایڈیشنل جج، فقیر سید ظفر الدین، حافظ احمد دین ڈی پی آئی، چودھری شہاب الدین، خان محمد بشیر علی خان، میاں محمد رفیع بیرسٹر، میاں شاہنواز، سید محمد علیٰ جعفری، مولوی انشأ اللہ خان ایڈیٹر وطن، میاں محمد الدین بیرسٹر، منشی عبدالعزیز منیجر پیسہ اخبار، شیخ افتخار الدین بی اے پلیڈر اور شیخ امیر الدین میر منشی حکومت پنجاب شامل تھے ۔[۴۰]

شیخ اصغر علی آئی سی ایس لاہور میں خدمات انجام دینے کے بعد ضلع میانوالی کے ڈپٹی کمشنر مقرر کیے گئے- مسلم کلب میں ان کے لیے ایک نہایت پر تکلف الوداعی عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں لاہور کے بڑے بڑے رؤسأ اور اکابر شریك ہوئے- کلب کے سیکرٹری مرزا جلال الدین نے شیخ اصغر علی کی کلب سے خصوصی دلچسپی کا ذکر کیا کہ انھوں نے اپنے لاہور کے قیام کے دوران میں کلب میں ایک نئی روح پھونک دی تھی- انھوں نے امید ظاہر کی کہ شیخ صاحب کلب کی یاد ہمیشہ دل میں زندہ رکھیں گے اور وقتاً فوقتاً کلب کو اپنے خیالات سے مستفید ہونے کا موقع دیتے رہیں گے- میاں محمد شفیع نے موصوف کی خدا داد لیاقت اور خوش طبعی کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو مسلمانانِ پنجاب کے لئے ایک مایہ ناز ہستی قرار دیا- آپ نے خداوند کریم سے قوم میں شیخ صاحب جیسے بابرکت اشخاص بکثرت پیدا کرنے کی دعا کی کہ جنکے وجود سے 'قومی تقویت' قومی ترقی اور قومی عظمت و وقار حاصل ہوتا ہے' - فقیر ظفر الدین اور اکبر عمر نے بھی مختصر الفاظ میں شیخ اصغر علی کے حسنِ اخلاق کا تذکرہ کیا- شیخ اصغر علی نے جوابی تقریر میں کہا کہ کلب کے صدر نے میرے متعلق مبالغہ آمیز الفاظ میں اس اثر کا ذکر کیا جو میرے چند روزہ قیامِ لاہور سے پنجاب مسلم کلب پر پڑا- اگر میری موجودگی نے کلب کو فی الحقیقت کوئی فائدہ پہنچایا ہے تو خود میں نے ممبروں کے میل جول اور صحبت سے بہت فائدہ اٹھایا ہے- انھوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ اس وقت کلب کے کھیلوں اور دیگر امور میں جو دلچسپی لی جاتی ہے وہ نہ

صرف قائم رہے بلکہ اس میں روز افزوں ترقی ہو-[41]

ان الوداعی اور خیرمقدمی پارٹیوں کے علاوہ پنجاب مسلم کلب نے رمضان المبارک میں افطار پارٹیوں کا بھی انتظام کیا- ستمبر ۱۹۱۲ء میں کلب کے اسسٹنٹ سیکرٹری سید محسن شاہ نے کلب میں افطاری کا اہتمام کیا جس میں اراکین کلب کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی- روزہ افطار کرنے اور نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد تقریبا ۹ بجے شب تک پر لطف مجلس جاری رہی- حکیم صوفی غلام محی الدین اور مولوی فضل الدین پلیڈر، چیف کورٹ نے روزہ کے فضائل اور نماز عید الفطر کے ضروری مسائل بیان کیے-[42]

۱۹۰۸ء کے قریب منشی محبوب عالم کی کوششوں سے مسلمانانِ لاہور کی عید ملن پارٹی کا سلسلہ شروع ہوا- یہ عید ملن پارٹی اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں منعقد ہوتی تھی- دسمبر ۱۹۱۱ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے بجائے پنجاب مسلم کلب میں یہ تقریب منعقد کی گئی- اس پر لاہور کے حبیب اللہ منشی فاضل نے زبردست اعتراض کیا کہ تین چار سال سے عید ملن کا جلسہ اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں ہوتا رہا ہے- وہ جگہ ایک قومی حیثیت سے اسکے لیے بہت موزوں تھی- حبیب اللہ نے اعتراض کیا کہ تقریب کا مقام بدلنے سے 'ہماری قومی درس گاہ کی رونق اور قومی مقاصد کو نقصان پہنچا ہے'- انھوں نے مسلم کلب کے اس فیصلے کو 'فاش غلطی' قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ 'آئندہ سے جلسے کا انتظام بدستور اسلامیہ کالج گراؤنڈ ہی میں کیا جائے گا تاکہ ہماری قومی درس گاہ ہمارا مرجع رہے'[43]- ۱۹۱۴ء میں بھی کلب نے عید المبارک کے موقع پر ممبرانِ کلب کے لئے ریفرشمنٹ اور ملاقات کا انتظام کیا-

پنجاب مسلم کلب اپنے ممبران کے لئے عشائیہ، عصرانے اور دیگر تقریبات کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف میلوں کے موقعوں پر سہولتیں بھی فراہم کرتی تھی- لاہور میلہ شالیمار یا میلہ چراغاں یہاں کی ثقافتی زندگی کا ایک نمایاں جزو تھا - کلب کی طرف سے اس موقع پر

ایک کیمپ لگایا جاتا تھا- کلب کا خانساماں ضروری اشیائے خورد و نوش کے ساتھ وہاں موجود ہوتا تھا- مارچ ۱۹۱۱ء میں ایک خیمہ شالیمار باغ کے تختہ اول پر لگایا تھا- [۴۴] اگلے سال بھی میلہ چراغاں کے موقع پر ممبران کی آسائش و تفریح کے لیے ہر قسم کے ریفرشمنٹس، انگریزی ہندوستانی "ان ڈور" (Indoor) کھیلوں کے سامان مہیا کرنے کا اعلان ہوا- یہ خیمہ باغ کے تختہ اول میں بائیں جانب چھوٹے دروازے کے سامنے نصب کیا گیا تھا- [۴۵]

پنجاب مسلم کلب کی پانچ سالہ تاریخ (۱۹۱۰ء تا ۱۹۱۵ء) کی دو تقریبات مذکورہ بالا تقریبات سے ہٹ کر ہوئیں- ۱۹۱۲ء میں مشہور ادیب مولوی نذیر احمد دہلوی کا انتقال ہوا- اس موقع پر کلب میں ایک تعزیتی جلسہ ۸ مئی ۱۹۱۲ء کو لائل پور کے مال آفیسر عبدالعزیز کی زیرِ صدارت منعقد ہوا- شرکأ اجلاس میاں محمد شفیع ، منشی محبوب عالم، میاں چراغ دین، میونسپل کمشنر، مولوی انشأ اللہ خان، ملک محمد دین بیرسٹر، خان صاحب سید سردار خان، ڈاکٹر سید مہتاب شاہ، پروفیسران ویٹرنری کالج، ڈاکٹر عبدالرحمٰن، حکیم محمد شریف، ڈاکٹر خان فخر الدین، شیخ انوار الٰہی، سید محسن شاہ، چودھری غلام احمد، سید جالب دہلوی، عبدالعزیز اور مرزا جلال الدین احمد شامل تھے- منشی محبوب عالم نے مختصر مگر مؤثر تقریر میں شمس العلمأ ڈاکٹر نذیر احمد کی اعلیٰ ذہنی، دماغی قابلیت اور شاندار قومی خدمات کا ذکر کیا کہ "آن کی آدھی عمر کو پہنچنے کے بعد انگریزی میں عمدہ دستگاہ بہم پہنچانے اور دو تہائی عمر کو پہنچنے کے بعد فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ چھ ماہ میں قرآن مجید حفظ کرنے اور اپنے ترجمہ قرآن سے اردو زبان اور اہلِ اسلام پر احسانِ عظیم کیا ہے"- انہوں نے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ کس طرح ایک شخص نے توبۃ النصوح کو نظم میں ڈھالا اور اسکو پڑھ کر ہمیشہ کے لیے نماز کا پابند ہو گیا- اجلاس میں منشی محبوب عالم نے ایک قرار داد بھی پیش کی جس میں کہا گیا کہ :

اراکین پنجاب مسلم کلب شمس العلمأ حافظ ڈاکٹر نذیر احمد جلیل القدر فاضل علوم شرقیہ، لاثانی ادیب اور حقیقی ھمدرد قوم کی وفات کو ایک سخت قومی

حادثہ سے تعبیر کرتے ہیں اور مولانا مغفور کے لیے دعائے مغفرت مانگنے کے ساتھ ان کے ورثاً کو اپنی ہمدردی کا یقین دلاتے ہیں۔

میاں محمد شفیع نے قرار داد کی حمایت کرتے ہوئے ان کی عظیم الشان قومی خذمات کا اعتراف کیا اور انہیں سرسید کا دست و بازو قرار دیتے ہوئے کہا کہ' سر سید نے اہل پنجاب کو "زندہ دلان" کا جو قابلِ فخر خطاب دیا اس کا مستحق بنانے میں اور پنجاب والوں کو جگانے میں مولانا نے بھی حصہ لیا تھا۔ ایسے بزرگوں کا وجود قوم کے حق میں ایک رحمت ہوتا ھے'۔ سید جالب دہلوی نے اپنی تقریر میں مولانا نذیر احمد کی زندگی کے چند ایسے واقعات کا تذکرہ کیا جس سے انکی روشن خیالی، قومی ہمدردی اور زبردست اخلاقی جرات کا علم ہوتا تھا۔ [۴۶]

دوسری تقریب جو عام ڈگر سے ھٹ کر ہوئی وہ پنجاب ایسوسی ایشن کلب کے صدر اور ممبران کو ایک عصرانے میں مدعو کرنا تھا۔ اپریل ۱۹۱۲ء میں کلب نے اپنے قواعد پر ازسرِ نو غور و خوض کر کے اسمیں ایک تبدیلی کی جس کی رو سے دوسری جماعتوں کے ساتھ میل جول بڑھانے اور اُن کے ممبران کو کلب میں بلانے کا اختیار منتظمین کو حاصل ہوا ۔ [۴۷]

پنجاب ایسوسی ایشن کلب اگرچہ ہندو مسلم کی تمیز کے بغیر قائم ہوئی تھی لیکن عملاً وہ ایک ہندو کلب میں تبدیل ہو چکی تھی۔ ۱۱ مئی ۱۹۱۳ء کی شام پنجاب مسلم کلب نے ایسوسی ایشن کلب کے صدر اور ممبران کو عصرانے پر مدعو کیا۔ شام چھ بجے تعلیم یافتہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کئی گھنٹے تک پر لطف یکجائی سے لطف اندوز ہوتی رہی۔ ممبران نے پہلے ٹینس، بیڈمنٹن اور شطرنج وغیرہ سے دل بہلایا اور گھنٹے سوا گھنٹے بعد چند قدیم (Orthodox) ہندوؤں کے سوا جو علیحدہ میز کی طرف گئے باقی حضرات ایک ہی لمبی میز پر ریفرشمنٹ سے لطف اندوز ہونے لگے۔ پنجاب مسلم کلب کے صدر میاں محمد شفیع نے اپنی اور کلب کے ممبران کی جانب سے پنجاب ایسوسی ایشن کلب کے صدر اور ممبران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ:

مدت سے پنجاب ھندو مسلم اختلاف کے لیے زیادہ مشہور رہا ھے .لیکن خدا کا شکر ھے اور خوشی کی بات ھے کہ اب یہیں سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد کی عملی بنیاد پڑنے لگی ھے چنانچہ کل شام کو بریڈلا ہال میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے ایگزیکٹو اور جوڈیشل اختیارات کی علیحدگی کی تائید میں جلسہ کیا تھا اور آج لاھور کے تمام سربرآوردہ ہندو اور مسلمان بحیثیت ان دونوں کلبوں کے ممبر ھونے کے اس دوستانہ جلسے میں شریک ہیں-

لالہ ہرکشن لال، صدر پنجاب ایسوسی ایشن کلب نے مسلم کلب کے پچھلے ٹینس ٹورنامنٹ میں جیتنے والے چار احباب (حاجی جلال الدین حیدر پہلا انعام، شیخ اصغر علی آئی سی ایس دوسرا انعام، میاں محمد شفیع تیسرا انعام اور شیخ افتخار علی پلیڈر چوتھا انعام) کو انعام دیئے- لالہ ہرکشن لال نے اپنی جوابی تقریر میں مزاحیہ فقرات سے تمام حاضرین کو متاثر کیا- اسکے بعد رائے بہادر پنڈت شیونرائن شمیم، لالہ لاجپت رائے اور اکبرعمر نے آپسی اتحاد و اتفاق کے متعلق تقاریر کیں- پنڈت شیو نرائن نے مشورہ دیا کہ دونوں کلبوں کو مل کر عطیہ زمین کے لیے درخواست دینی چاہیے اور اپنی ضرورت کے مطابق اس میں ایک مستقل عمارت بنا لینی چاہیے تاکہ ہندو مسلمانوں کو روزمرہ میل جول کا موقع میسر آسکے- آخر میں مرزا جلال الدین احمد نے لالہ سندرداس سیکرٹری پنجاب ایسوسی ایشن کلب کا شکریہ ادا کیا اور لالہ سندر داس نے مرزا جلال الدین کا جوابی شکریہ ادا کیا-

اس تقریب میں پنجاب ایسوسی ایشن کلب کے جن ممبران نے شرکت کی ان میں لالہ ہرکشن لال صدر، لالہ سندر داس سیکرٹری، لالہ دھنپت رائے پلیڈر، رائے صاحب پروفیسر روچی رام، پی پی کھوسلا، گوند رام بیرسٹر، لالہ گوند رام اکاونٹنٹ، بی-آر-پوری بیرسٹر، نند لال بیرسٹر، رام لال ، ڈی این مہرا ، کے سنتانم بیرسٹر، سردار فتح سنگھ ، کنور دلیپ سنگھ بیرسٹر، لالہ دھرم چند، لالہ گوکل چند، لالہ سال گرام، لالہ درگا داس، شانتی ناتھ، لالہ منوھر لال، لالہ چرن داس، لالہ لاجپت رائے ، ڈاکٹر ایم -آر- ساہنی، کھیم چند بیرسٹر، کنور نرائن، لالہ امرناتھ ، پنڈت شیونرائن شمیم، لالہ کنورسین، لالہ باشی رام، لالہ سدانند، لالہ لال چند، ایس سی چیٹر جی، پروفیسر ایس ایس چاولہ، کانشی

رام، دیوان چند، رگھو ناتھ سہائے اور گنپت رام بیرسٹر شامل تھے - جبکہ پنجاب مسلم کلب کے مندرجہ ذیل ممبران نے اس پارٹی میں شرکت کی- میاں محمد شفیع پریذیڈنٹ، مرزا جلال الدین سیکرٹری، میاں عبدالرشید بیرسٹر، میاں محمد رفیع بیرسٹر، شیخ عبدالعزیز ایڈیٹر آبزرور ، خان صاحب میاں چراغ الدین، محمد حفیظ، شیخ اقبال علی پلیڈر، چوھدری شہاب الدین، مولوی محبوب عالم، منشی عبدالعزیز، مولوی فضل دین وکیل، مولوی غلام محی الدین پلیڈر، حافظ غلام سرور، مرزا احمد دین تحصیلدار، شیخ امیرالدین میر منشی حکومت پنجاب، شیخ افتخار علی پلیڈر، شیخ نصیر علی پلیڈر، نثار احمد جج، شیخ امیر علی ڈسٹرکٹ جج، شیخ عمر بخش پلیڈر، جسٹس میاں شاہ دین، ملک تاج دین اسسٹنٹ اکاونٹنٹ جنرل، ڈاکٹر میر ھدایت اللہ، چوھدری خوشی محمد، میر حالب دھلوی، دین محمد، چوھدری غلام محمد، شیخ فیروز الدین بیرسٹر،شیخ عنایت اللہ مترجم چیف کورٹ، میاں محمد دین بیرسٹر، شیخ عبدالحمید اکاونٹنٹ، شیخ محمد مہر بیرسٹر اور میر غلام یزدانی[۴۸]

اس تقریب میں ہندو اور مسلم شرکأ کی فہرست پر نظر ڈالنے سے کئی دلچسپ حقائق سامنے آتے ہیں- اول ہندو شرکأ میں دوپروفیسران یعنی پروفیسر روچی رام اور پروفیسر ایس ایس چاولہ کے نام نظر آتے ہیں جبکہ مسلم شرکأ میں کوئی پروفیسر موجود نہیں تھا- ھو سکتا ھے کہ آج کی مانند اس دور میں بھی استاد کو اعلی سوسائٹی تک رسائی حاصل نہ ھوتی ھو- دوم مسلم شرکأ کی فہرست میں اکثریت بیرسٹروں اور پلیڈروں سے تعلق رکھتی ھے- یہ امر خصوصی توجہ کا مستحق ھے کہ ایک وقت ایسا بھی آیا جبکہ اخبارات میں یہ بات شدت سے سامنے لائی جانے لگی کہ مسلمانوں کو محض وکالت کے پیشے ہی سے منسلک نہیں ھونا چاہیے ، انہیں دوسرے میدانوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے- شاید اسکی ایک وجہ یہ بھی ھو کہ اس دور میں بھی مسلمان مقدمہ بازی کو بطور شغل اختیار کئے ھوں- سوم ہندو شرکأ کی اکثریت پڑھی

لکھی، جدید تعلیم یافتہ اور مالی اعتبار سے بہت مضبوط نظر آتی ھے لیکن اس کے باوجود انکے تعصب کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے چند ریفرشمنٹ کے لئے علیحدہ میز پر گئیے - اس سے اندازہ ھو سکتا ھے کہ ایک عام ہندو کا عام مسلمان کے ساتھ معاشرتی میدان میں کیا سلوک ھوتا ھو گا- بہرحال روزنامہ **پیسہ اخبار** نے اس تقریب پر تبصرہ کرتے ھوئےلکھا تھا کہ 'اے کاش دونوں کلب اس قسم کے ماھوار جلسے جاری رکھیں تو لاھور کی پبلک زندگی کا لطف دوبالا ھو جائے اور اتحاد و اتفاق کے مقصد کو بڑی تقویت پہنچے'-

میاں محمد شفیع کی توجہ سے ہندو مسلم اتحاد کی جو تحریک معاشرتی زندگی کے اس میدان میں شروع ھوئی اور جس کے نتیجہ میں پنجاب مسلم کلب نے ہندو کلب کے اراکین کو اپنے یہاں مدعو کیا اس تحریک نے تھوڑی سی تقویت حاصل کی اور 'سالگرہ قیصری کی تقریب سعید' پر پنجاب ایسوسی ایشن کلب نے اگلے ماہ کلب کی گراؤنڈ واقع گول باغ میں پنجاب مسلم کلب کے ممبران کو جوابی عصرانہ دیا- اس عصرانے میں دونوں کلبوں کے اراکین کے علاوہ بعض یورپین جسٹس کنگسٹن اور ڈاکٹر یوینگ اور ہندوستانی معززین نے بھی شرکت کی- بقول **پیسہ اخبار** 'لاھور کی تعلیم یافتہ سوسائٹی کا عطر اس جلسہ میں شامل تھا جن کے حسن اخلاق کی خوشبو نے ایک دوسرے کے مشامِ جان کو قوت بخشی اور یکجہتی اور اتفاق کی خوشگوار یادگار لوگوں کے دلوں میں قائم کی'- تقریب میں جسٹس کنگسٹن نے ٹینس ٹورنامنٹ میں کامیاب ھونے والوں میں انعامات تقسیم کیے- لالہ ہرکشن لال نے بحیثیت صدر پنجاب مسلم کلب کے صدر میاں محمد شفیع کا قبولِ دعوت اور شرکت پر شکریہ ادا کیا-[۴۹]

پنجاب مسلم کلب کے صدر (نواب سرذوالفقار علی، نواب سر فتح علی قزلباش اور سر میاں محمد شفیع) اور دیگر 'خان صاحب' اور 'خان بہادروں' کی کلب کے ساتھ وابستگی کلب کے حکومت کے ساتھ 'وفادارانہ جذبات' کی بخوبی عکاسی کرتی ھے- برطانوی حکومت سے وفاداری اس دور کی مسلم سیاست بالخصوص پنجابی سیاست کا ایک طرہ امتیاز نظر آتی ھے- چند ایک

واقعات اس نظریے کی تائید کرتے ہیں- ۳ جون ۱۹۱۲ء کو پنجاب مسلم کلب کی طرف سے 'بتقریب سالگرہ حضور قیصر معظم' ایک جلسے اور عصرانے کا انتظام کیا گیا- عین وقت پر تند و تیز ہوا اور بوندا باندی کے سبب اجتماع کوئی خاص نہ ہو سکا تاہم کلب کے اراکین اور مہمانوں کی 'معقول تعداد' کلب پہنچ گئی- ریفرشمنٹ کا لطف اٹھانے کے بعد لوگ شام تک 'دوستانہ گفتگو میں سالگرہِ شہنشاہی کے روز سعید کی اہمیتِ پر گفتگو کرتے رہے- آخر میں خان بہادر میاں محمد شفیع کی تحریک پر حضور قیصر معظم کی سلامتی و صحت مندی کے لیے کمال عقیدت و گرم جوشی سے تین چیرز (cheers) دیئے گئے'-[۵۰]

اگست ۱۹۱۵ء میں کلب کے سیکرٹری خلیفہ شجاع الدین نے کلب کے ممبران کی طرف سے 'حضور وائسرائے کی خدمت میں اظہارِ وفاداری' کا ایک تار ارسال کیا- سیکرٹری کو جو جوابی تار موصول ہوا اس میں کہا گیا کہ 'حضور وائسرائے آپ کا اور ممبرانِ کلب کا وفادارانہ پیغام کے لیے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس امر سے نہایت خوش ہیں کہ آپ نے ۳ اگست کو سلطنت کے واسطے دعا کی'-[۵۱]

پنجاب مسلم کلب اگرچہ تقریباً پانچ سال تک فعال رہی لیکن درحقیقت جب تک مرزا جلال الدین احمد بحیثیت سیکرٹری اسکے ساتھ منسلک رہے کلب کا نام اخبارات میں آتا رہا لیکن ان کے علیحدہ ہوتے ہی کلب کی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں- کلب کو کامیابی کے ساتھ چلانے میں مرزا جلال الدین احمد کو سید محسن شاہ اور حکیم محمد شریف کا خصوصی تعاون حاصل رہا- یہ امر قابل ذکر ہے کہ تقریباً ہر تقریب میں مرزا جلال الدین کی ان کی مستعدی اور کاوشوں کی تعریف کی جاتی رہی- مرزا جلال الدین ۱۹۱۵ء میں ریاست گوالیار میں کسی ممتاز عہدے پر چلے گئے اور بعد میں سندھ میں پریکٹس کرنے کا فیصلہ کیا- حکیم محمد شریف جنہیں کئی بار آئی ڈاکٹر (Eye Doctor) بھی لکھا جاتا رہا کلب کے فنانشل سیکرٹری تھے اور

انھوں نے کلب کو کئی مرتبہ مالی بحران سے نکالنے میں اہم کردار ادا کیا- نومبر ۱۹۱۱ء میں کلب کی مالی حالت زیر غور آئی- اس سلسلے میں ظفر علی خان ایڈیٹر **زمیندار**، میاں محمد شفیع، منشی عبدالعزیز، خان صاحب سید مہتاب شاہ گیلانی، چودھری شہاب الدین، خان بہادر الہ بخش نے کلب کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے سلسلے میں کئی تجاویز پیش کیں- مگر آخر میں یہی طے پایا کہ حکیم محمد شریف صاحب سے حسب سابق چندہ وصول کرنے کی استدعا کی جائے- اس موقع پر پانچ حضرات نے چندہ کی وصولی میں امداد کی غرض سے اپنی خدمات پیش کیں-[۵۲]

کلب کی خستہ مالی حالت اور چندہ کی عدم وصولی کے پیش نظر چندہ کی رقم بڑھانے کی تجویز بھی پیش ہوئی لیکن چونکہ حکیم محمد شریف نے کلب کے چندہ کی وصولی کو اپنے ذمے لے لیا اسلئے وقتی طور پر یہ تجویز واپس لے لی گئی- اس موقع پر روزنامہ **پیسہ اخبار** نے امید ظاہر کی کہ 'تمام ممبر صاحبان اپنی توجہ سے حکیم صاحب کا کام سہل کرنے کی کوشش کریں گے اور یقین ہے کہ حکیم صاحب کو چندہ کی وصولی اور کلب کی مزید ترقی میں پوری کامیابی حاصل ہوگی'-[۵۳]

جنوری ۱۹۱۲ء میں شائع شدہ ایک خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ کلب کو ایک مرتبہ پھر مالی بحران کا سامنا تھا- کلب کا چندہ وصول کرنے کا کام ناقابل اطمینان تھا اسی سبب بہت سے ممبران کو 'کلب کی سلامتی ہی کا اندیشہ' ہو چلا تھا- اس موقع پر بھی حکیم محمد شریف نے مستعدی سے دوبارہ چندہ کی وصولی کا کام شروع کیا چنانچہ انکی کوشش سے کلب کی آمدنی ۶۵ روپے سے بڑھ کر ۵۲۵ روپے تک جا پہنچی- حکیم محمد شریف کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ایک ممبر نے کلب کو پانچ سو روپے امداد کی مد میں دیے-[۵۴] لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ کلب کی مالی حالت خستہ ہوتی گئی یہاں تک کہ کلب کے ایک غیر معمولی اجلاس میں جو میاں محمد شفیع کی زیر صدارت منعقد ہوا یہ طے کیا گیا کہ کلب کے چندہ کے بقایا جات کی وصولی کے لیے

تین اصحاب پر مشتمل ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی جائے جو نادھندگان سے باملائمت چندہ کی وصولی کی کوشش کرے اور اپنے کام سے ہر دو ہفتے کو انتظامی کمیٹی کو اطلاع دیتی رہے اور اگر باوجود سخت کوشش کے دو تین ماہ کے اندر جن ممبران سے بقایا جات وصول کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے اور آئندہ سے وصولی چندہ کے بارے میں مقررہ قواعد کی سختی سے تعمیل کی جائے۔ [۵۵]

پنجاب مسلم کلب کی تقریباً پانچ سالہ زندگی (۱۹۱۰-۱۹۱۵ء) میں لاہور کی مسلم سوسائٹی کے اکثر و بیشتر تمام اہم نام نظر آتے ہیں لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ علامہ اقبال کا نام ایک مرتبہ بھی دیکھنے میں نہیں آیا جبکہ میاں محمد شفیع، نواب سر ذوالفقار علی خان اور مرزا جلال الدین سے ان کے تعلقات ڈھکے چھپے نہیں۔

۱۹۳۴ء میں پنجاب مسلم کلب کے نام سے ایک اور کلب قائم ہوا۔ کیا یہ مرزا جلال الدین احمد کے قائم کردہ کلب کا احیاء تھا یا ایک نئے کلب کی بنیاد رکھی گئی تھی اس سلسلے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن روزنامہ **انقلاب** میں شائع شدہ خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ سر عبدالقادر نے نیڈوز ہوٹل لاہور میں تقریباً ایک سو احباب کو چائے پر مدعو کیا۔ 'اس کا حقیقی منشأ یہ تھا کہ پنجاب مسلم کلب کے نام سے مسلمانوں کا ایک معاشرتی کلب قائم کیا جائے جس میں مسلمان باہم ملاقات و گفتگو سے بہرہ اندوز ہو سکیں اور اس میں ٹینس وغیرہ ورزشی کھیلوں کا بندوبست بھی کیا جائے'۔ مرزا جلال الدین اور سر عبدالقادر کے کلب کے اغراض و مقاصد بالکل ملتے جلتے ہیں۔ خبر میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس خیال کو تعلیم یافتہ مسلمانوں نے بالعموم پسند کیا ہے اور تقریباً ۷۰ حضرات نے کلب کی ممبری قبول کرلی ہے۔ خبر میں اس سلسلے میں مزید خط و کتابت کے لئے خالد لطیف گابا، ایکمن روڈ لاہور سے رجوع کرنے کو کہا گیا۔ [۵۶] ۱۹۳۵ء میں اس سلسلے میں شائع شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مسلم کلب کے لیے

ایک علیحدہ دفتر نمبر۶ ایجرٹن روڈ (نزد فلیٹیز ہوٹل) پر قائم کیا گیا تھا۔ اس کلب کے نظام کو بخوبی چلانے کے لیے ایک کلرک کی ضرورت بھی محسوس ہوئی جو 'ٹائپ کا کام بخوبی جانتا ہو اور انگریزی خط و کتابت میں ماہر ہو اور بالخصوص لاہور کا باشندہ ہو۔ [۵۷] پنجاب مسلم کلب گذشتہ روایات کو نبھاتے ہوئے ہر سال عیدین کےموقعوں پر عصرانے کا انتظام کرتا تھا لیکن اس کی ایک خاصیت یہ تھی کہ اِن موقعوں پر صرف ممبران ہی اس دعوت میں شریک نہیں ہوتے تھے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے بھی چائے وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ جنوری ۱۹۳۵ء میں عید الاضحی کے موقع پر ایک ایسا ہی عصرانہ ترتیب دیا گیا جس میں داخلہ کا ٹکٹ ایک روپیہ فی کس رکھا گیا جو کلب کے دفتر یا انجمن حمایت اسلام لاہور یا انجمن اسلامیہ پنجاب کے دفاتر سے حاصل کیےجا سکتے تھے۔ [۵۸] اس سے پیشتر پنجاب مسلم کلب کی طرف سے کھانے پینے کی چیزوں کا ٹھیکہ کسی ہوٹل کو دیا جاتا تھا لیکن اس مرتبہ کلب نے کھانے پینے کا انتظام خود ہی کیا۔ اس موقع پر کلب کی طرف سے انجمن حمایت اسلام لاہور کے یتیم خانہ کے لیے چائے اور مٹھائی بھی بھیجی گئی۔ [۵۹] ۱۶ مارچ کو اس تقریب میں جن اہم حضرات نے شرکت کی اس میں سر فیروز خان نون، شاہ نواز خان ممدوٹ، الہ بخش ٹوانہ، شیخ اصغر علی آئی سی ایس ریٹائرڈ، خان بہادر شیخ عبدالعزیز، خان بہادر حاجی شیخ رحیم بخش، خان بہادر ملک زمان مہدی، میاں عبدالحئی، مشتاق احمد گورمانی اور چودھری فقیر حسین شامل تھے۔ [۶۰]

۱۹۳۷ء میں بھی کلب نے عید کے موقع پر عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا۔ اس مرتبہ ٹکٹ حاصل کرنے کے مقامات پر تبدیلی کی گئی اور کلب کے علاوہ مسلم انڈیا انشورنس کمپنی اور کر نال شاپ انار کلی سے بھی ٹکٹ حاصل کیے جا سکتے تھے۔ ۱۹۴۱ء میں کلب کے زیر اہتمام حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں سر عبدالقادر کی زیر صدارت حفیظ جالندھری نے اپنا مطبوعہ اور

غیر مطبوعہ شاہ نامہ اسلام اپنے مخصوص انداز میں سنایا- اس تقریب میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا-[61]

اسطرح پنجاب مسلم کلب نے مسلمانان پنجاب کی سماجی زندگی کو مربوط بنانے، ان میں ہم آہنگی پیدا کرنے اور ان مین جذبہ قومیت پیدا کرنے میں جو اہم کردار ادا کیا، مندرجہ بالا سطور سے ان کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے-

حوالہ جات

۱- پیسہ اخبار، ۹ فروری ۱۹۱۰ء، ص ۲- پنجاب مسلم کلب کی مانند امرتسرمیں بھی ایک مسلم کلب وھاں کے رئیس شیخ علی محمد نے قائم کیاتھا - بقول سیکرٹری یہ کلب محض کھانے پینے کے لیے نہیں تھا بلکہ قومی خدمت کرنا اسکا مقصد اعلی تھا - اس کلب کی ایک اھم بات یہ تھی کہ اسکے ساتھ ایک مسلم لائبریری بھی قائم کی گئی تھی - ۱۳ اگست ۱۹۱۱ء کو باغیچہ شیخ بڈھا میں مسلم کلب کی طرف سے کلب کے دو سرگرم ممبران شیخ علی بخش اور شیخ فتح محمد کے میونسپل کمشنر ھونے کی خوشی میں ایک دعوت کا اهتمام کیا گیا - اس دعوت میں امرتسر کے رؤساء نے شرکت کی - ساڑھے چھ بجے ممبران اور مہمانوں کی آمد شروع ھوئی - نماز مغرب با جماعت ادا کرنے کے بعد تقریب کا آغاز ھوا - شیخ غلام صادق، رئیس امرتسر کو اس تقریب کی صدارت سونپی گئی - کلب کے سیکرٹری نے کلب کی ترقی کے بارے میں جملہ حضرات کو باخبر کیا - انھوں نے دونوں معزز میونسپل کمشنران کو مبارک باد پیش کی - ڈاکٹر عبد اللہ فوق، سیکرٹری انجمن اصلاح تمدن اور شیخ علی محمد نے تقاریر کیں - منشی عالم خان نے مسلم لائبریری کے قیام کا ذکر کیا اور کہا کہ ھماری خوش قسمتی ھے کہ امرتسر میں جہاں مسلم کلبیں بہت کم تعداد میں تھیں اب زیادہ تعداد میں کھل رھی ھیں- انکے مقاصد خواہ کچھ ہی ھوں مگر قومی دلچسپی سے خالی نہیں-

شیخ فتح محمد اور شیخ علی بخش نے کلب کے ممبران کا شکریہ ادا کیا اور مسلم لائبریری کے لئے ایک ایک سو روپے دینے کا وعدہ کیا - شیخ غلام صادق، میاں نور احمد، میاں شمس الدین نے پچیس پچیس روپے دینے کا اعلان کیا - بعد ازاں ارکان نے مل کر کھانا کھایا - پیسہ اخبار، ۵ ستمبر ۱۹۱۱ء، ص ۵-

۲- ایضاً، ۳۰ مئی ۱۹۱۰ء، ص ۷-

۳- ایضاً، ۹ فروری ۱۹۱۰ء، ص ۲-

٤- ایضاً، ۱۰ جنوری ۱۹۱۱ء، ص ۲-

۵- ایضاً ، ۱۲ اپریل ۱۹۱۱ء ، ص ۳-
۶- ایضاً ، ۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء ، ص ۲-
۷- ایضاً ، ۲۴ مارچ ، ۱۹۱۱ء ، ص ۸-
۸- ایضاً ، ۲۶ اپریل ۱۹۱۱ء، ص ۸-
۹- ایضاً ، یکم اپریل ۱۹۱۱ء، ص ۸-
۱۰- ایضاً ، ٦ اپریل ۱۹۱۱ء ، ص ۸-
۱۱- ایضاً ، ٤ اپریل ۱۹۱۱ء ، ص ۸-
۱۲- ایضاً ، ٤ فروری ۱۹۱۱ء، ص ۸-
۱۳- ایضاً ، ۸ اپریل ۱۹۱۳ء ، ص ۸-
۱٤- ایضاً ، ۲٦ جنوری ۱۹۱۰ء ، ص ۲-
۱۵- ایضاً ، ۱۰ جنوری ۱۹۱۰ء، ص ۲-
۱٦- ایضاً ، ۲٤ مارچ ۱۹۱۱ء، ص ۸-
۱۷- ایضاً ، ۲۹ مارچ ۱۹۱۱ء ، ص ۸-
۱۸- ایضاً ، ۲٤ جون ۱۹۱۳ء ، ص ۸-
۱۹- ایضاً ، ۱٤ اپریل ۱۹۱۱ء ، ص ۸-
۲۰- ایضاً ، ۲٤ اپریل ۱۹۱۵ء ، ص ۸-
۲۱- ایضاً ، ۹ جنوری ۱۹۱۱ء ، ص ۸-
۲۲- ایضاً ، ۵ دسمبر ۱۹۱۱ء ، ص ۸-
۲۳- ایضاً ، ۲۸ ستمبر ۱۹۱۱ء، ص ۸-
۲٤- ایضاً ، ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء ، ص ۸-
۲۵- ایضاً ، ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء، ص ۸-
۲٦- ایضاً ، ۱٦ مارچ ۱۹۱۳ء ، ص ۸-
۲۷- ایضاً ، ۱۸ اکتوبر ۱۹۱٤ء، ص ۸-
۲۸- ایضاً ، ۸ اپریل ۱۹۱۱ء ، ص ۸-
۲۹- ایضاً ، ۸ فروری ۱۹۱۳ء ، ص ۸-
۳۰- ایضاً ، ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء ، ص ۸-
۳۱- ایضاً ، ۱۸مارچ ۱۹۱۳ء، ص ۸-
۳۲- ایضاً ، ۱۹ فروری ۱۹۱۲ء ، ص ۸-
۳۳- حکومت ہند اور صوبائی حکومتوں میں چیف سیکرٹری کے ساتھ انڈین سول سروس کے اراکین کے ساتھ ساتھ ہندوستانی افسر مقرر کیے جاتے تھے جو حکومت کو صوبائی معاملات سے باخبر رکھتے تھے -
۳٤- ایضاً ، ۲۵ مئی ۱۹۱۵ء ، ص ۸-

۳۵- یہ انگریزی اخبار ۱۹۰۱ء میں بطور سہ روزہ جاری ہوا -خواجہ احد شاہ اس کے مالک تھے - شیخ عبد القادر اور شیخ عبد العزیز اس کے ایڈیٹر کے طور پر کام کرتے رہے -

۳۶- ایضاً ، ۲۹ مئی ۱۹۱۵ء ، ص ۸-

۳۷- ایضاً ، ۵ جون ۱۹۱۲ء، ص ۸ -

۳۸- ایضاً ،٤ اگست ۱۹۱۲ء، ص ۸-

۳۹- ایضاً ، ۲۹ اپریل ۱۹۱۲ء ، ص ۸-

٤۰- ایضاً ، ۱۹ اپریل ۱۹۱۳ء ، ص ۷-

٤۱- ایضاً ، ۲۹ جولائی ، ۱۹۱۳ء، ص ٤-

٤۲- ایضاً ، ۲۵ ستمبر ۱۹۱۲ء ، ص ۸-

٤۳- ایضاً ، ۱۰ دسمبر ۱۹۱۱ء، ص ٤-

٤٤- ایضاً ، ۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء، ص ۸-

٤۵- ایضاً ، ۳۰ مارچ ۱۹۱۲ء، ص ۱۰-

٤٦- ایضاً ، ۹ مئی ۱۹۱۲ء ، ص ۸-

٤۷- ایضاً ، ۱۸ اپریل ۱۹۱۲ء، ص ۸-

٤۸- ایضاً ، ۱۳ مئی ۱۹۱۳ء، ص ۸-

٤۹- ایضاً ، ۵ جون ۱۹۱۳ء، ص ۸-

۵۰- ایضاً ، ۵ جون ۱۹۱۲ء ، ص ۸-

۵۱- ایضاً ، ۱۲ اگست ۱۹۱۵ء ، ص ۸-

۵۲- ایضاً ، ۲۱ نومبر ۱۹۱۲ء، ص ۸-

۵۳- ایضاً ، ٤ جنوری ۱۹۱۲ء، ص ۸-

۵٤- ایضاً ، یکم مارچ ۱۹۱۲ء، ص ۲-

۵۵- ایضاً ، ۲۲ نومبر ۱۹۱۳ء، ص ۸-

۵٦- روز نامہ انقلاب (لاہور) ، ۹ مئی ۱۹۳٤ء، ص ٤-

۵۷- ایضاً ، ۲۱ اپریل ۱۹۳۵ء ، ص ۵-

۵۸- ایضاً ، ۳ جنوری ۱۹۳۵ء، ص ۱-

۵۹- ایضاً ، ١٤ مارچ ۱۹۳۵ء، ص ٤-

٦۰- ایضاً ، ۲۱ مارچ ، ۱۹۳۵ء ، ص ٤-

٦۱- ایضاً ، ۲۷ دسمبر ۱۹٤۰ء ، ص ٤-